

ایمان کو کھو بیٹھیں۔۔۔۔۔ آج کل ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَخْضَعُونَ أَبْصَارَهُمْ۔ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ مرد ایک کمرے میں بیٹھ جائیں، پردے میں راستے میں جائیں، ہاں یہ کہا کہ جب کوئی اجنبی عورت آئے تو آنکھوں کو نیچے کر لو۔ تو گویا مرد کیلئے حجاب نہیں ہے، تو اس کیلئے زنا کے راستے کھلے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر جگہ جاسکتا ہے۔ بازار میں وہ جاسکتا ہے، جنگل میں وہ جاسکتا ہے، جہاں جہاں عورت نہیں جاسکتی، وہاں مرد جاسکتا ہے، اس لئے کہ وہ ذرائع جو موانع ہیں زنا کے وہ مرد کے حق میں کم ہیں، بخلاف عورت کے کہ عورت کیلئے تو حکم ہے کہ تم گھروں میں رہو، تم گھر کی مالک ہو تم گھر میں رہو، گھر سے باہر بلا ضرورت نہ نکلا، اور اگر نکلا بھی ہو تو حجاب اور پردے میں۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَخْضَعْنَ أَبْصَارَهُنَّ۔ (س نور آیت ۳۱)۔ یہ بھی حکم ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: قُلْ لِلزَّوْجِ أَجَلُهُ وَبَنَاتُكَ وَلِئْسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يَدَّ بَنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ (س الاحزاب آیت ۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی بیویوں کو، اپنی بیٹیوں کو کہہ دینا کہ اپنے حجاب کو نیچے کریں۔۔۔۔۔ تو اب زنا کیلئے جو موانع ہیں وہ تو حجاب ہے، تو عورتوں میں چونکہ حجاب موجود ہے، اس لئے اس کے حق میں موانع زنا بہت ہیں۔۔۔۔۔ اب جو عورت ان موانع کے باوجود زنا کرے تو وہ نہر ایک مجرم ہے، اور مرد کیلئے موانع زنا بہت کم ہیں، پھر اس کے بعد اگر وہ زنا کرے، وہ بھی مجرم ہے لیکن وہ نہر دو مجرم ہے۔ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي۔ یہاں زانیہ کو پہلے ذکر کیا اور زانی کو بعد میں اس لئے کہ نہر دو مجرم ہے۔ اور وہاں چور نہر ایک مجرم ہے۔ غرض جس قدر تزکیہ اس وقت حضرت مولانا محمد یعقوب کا تھا۔ تو قرآن کے اسرار بھی اس کے مطابق ان پر کھلے۔ تو قرآن دانی کیلئے دِیْنِ رَبِّهِمْ کی ضرورت ہے۔ کہ جب قلب پاک ہوگا، ربط مع اللہ ہوگا، وہاں سے القادری مضاف ہوگا، وہاں سے لطائف حل ہو جائیں گے۔ لیکن اگر خدا کے ساتھ تعلق نہ ہو، قرآن مجید کی طرف کوئی توجہ ہی نہ ہو تو پھر معاملہ خراب ہے۔

بہر تقدیر۔۔۔۔۔ بھائیو! آج کے اس دور میں الحمد للہ یہ معجزہ ہے قرآن کا۔ اِنَّا نَحْنُ مُنْزِلُوهُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ اس قرآن کی برکت سے ہم مسلمان ہیں، آج بھی۔۔۔۔۔ آج خوش قسمتی ہے آپ کی کہ آپ کے استاد حضرت علامہ قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب امت برکاتہم فاضل دیوبند حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جیسے شخص جو کہ صحابہ اور

تابعین اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفسیر فرمائی اس کا بیان کرنے والے عالم ہیں۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ — بھائیو! قرآن کے الفاظ، قرآن کا معنی وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔ افسوس! آج لوگ ہمیں بد قسمتی سے یہ بتاتے ہیں کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک ڈاکیہ خط لے آتا ہے اور کسی کو خط دیا اور وہ چلے گئے، اب خط جانے اور وہ آدمی جانے — کہتے ہیں قرآن ہم اب سمجھیں گے۔ جو مطلب ہم لیں وہ صحیح ہے — نہیں بھائی! پیغمبر اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے، پیغمبر کی شان یہ ہے کہ وہ قرآن کا معنی بتاتا ہے، ہمارے سامنے جو بھی کوئی معنی بیان کرے ہم اس سے پرچھیں گے کہ ہمیں صحیح احادیث میں بتائیے کہ یہ معنی کہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے؟ یا صحابہؓ نے بیان کیا؟ اگر انہوں نے بیان کیا ہو تو بالتراس والنعینے۔ اور اگر انہوں نے نہیں بیان کیا تو ہمیں ایسے معانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ جل مجدہ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہے۔ آپ بزرگوں کی کہ ایسا عالم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا۔ بہر تقدیر یہ جماعت، یہ درس اللہ تا ابد باقی رکھتے، حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ صدقہ ہے۔ یہ اللہ جاری اور دائم رکھتے اور ہمارے ان احباب کی عمروں میں برکت عطا فرمائے۔ — وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ؕ

جمعیتہ العلماء مشرقی پاکستان کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ندوی
اور مدیر ماہنامہ الحق ۳۲ جنوری کو ڈھاکہ تشریف لے جائیں گے انشاء اللہ
۹/۱۰ جنوری تک دارالعلوم واپسی ہوگی — (ناظم دارالعلوم)

فدائے ناموس ختم نبوت شورش کاشمیری کی باعزت رہائی اسلامیان پاکستان کی
حمیت دینی اور غیرت ایمانی کی ایک روشن دلیل ہے۔ یہ آزمائش شورش کیلئے
دین و دنیا کی سرخروئی کا موجب ہے۔ انشاء اللہ حق تعالیٰ نے ختم نبوت کی تاکید
شورش سے کرائی، ابتلاء میں استقامت سے نوازا، اب انہیں رہتے دم تک
اس خلعتِ فاخرہ پر اپنے رب کا شکر گزار رہنا ہوگا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے
انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، اور زیادہ سے زیادہ جوش عمل ادا خلاص
کئے دعا گو ہیں۔

قسط ۲

ارشاد است علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ

سیرت

۴

اہمیت

مرتب: قاری محمد سلیمان استاذ جامعہ رحمانیہ حنفیہ لاہور

— تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ رنگ کا مسئلہ اضافی ہے، حقیقی نہیں، دیکھئے اگر ہم آم زرد پسند کرتے ہیں، تو تر بوذ سبز، جامن سیاہ دل کو بھاتا ہے تو انکو سفید. واڑھی کے سفید بالوں کے مقابلہ میں سیاہ زیادہ پسند ہیں۔ یہ کوئی خدائی فیصلہ نہیں بلکہ اپنا ذوق طبع ہے، ہر سفید چیز ہر ایک کو نہیں بھاتی اور نہ ہر سیاہ ہر ایک کو پسند ہوتی ہے۔ مسئلۃ الالوان اضافیۃ ذوق، اپنی پسند اور اپنی نظر کے لحاظ سے الگ الگ ہے، بلال بھٹی کے بدن کا ایک بال یورپ امریکہ کی کل کائنات سے زیادہ قیمتی ہے۔ میرا ذوق یہ ہے کہ میں ہمیشہ سیاہ گرگابی پہنتا ہوں۔ صندوق بھی سیاہ ہی پسند کرتا ہوں۔ یہ چیز مقولہ کریمت سے ہے، جو کہ جدا مسئلہ ہے۔

ترقی اور برتری کا معیار | رنگ روغن میں کچھ نہیں۔ لافضلہ لعربی علیٰ عجبی۔ کسی عربی کو عجبی اور کسی عجبی کو عربی پر فضیلت حاصل نہیں۔ اور نہ کسی کا لے کو گورے پر۔ اور گورے کو کا لے پر۔ الا بالعلم والتقویٰ۔ مگر ہاں ملاں پن اور تقویٰ کی وجہ سے۔ یورپ نے سکھایا۔ دیکھو! ملاں کو ختم کر دو یہ سوسائٹی کا مروجہ بیمار ہے۔ اس کو نکالو گے تو ترقی ملے گی، ان کو سب سے ذلیل سمجھو۔ لیکن اللہ فرماتے ہیں: یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔ اللہ تعالیٰ تو ملاں کو اونچا بتاتے ہیں۔ اور تم نے یورپ کی تقلید میں کہا کہ یورپ والوں کا فرمان سچا ہے، قرآن بھوٹا ہے نعوذ باللہ۔ خدا اور خدا کے رسول کو بھوٹا کہا، ملا کو برا کہا۔ اللہ اور اس کے رسول کی توہین کی، فبای حدیث بعدہ یومنون!

تو اسلامی نظریے کے مطابق رنگ کوئی چیز نہیں۔ تم ابھی نابالغ بچے ہو کہ یورپ کی ٹانگ پکڑے بیٹھے ہو۔ رنگ پر اگر عرب ناز کریں تو ان کو بھی چھوڑ دو۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی طاقتوں

کے مربیہ و سن، جانس، کوسجھن، حضرت علیؑ کے غلام تمیر کے برابر کیا۔ ان کے دعوے سے پانی کے جو قطرے ٹپکیں ان کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

احساس بہتری کے غلامو! ہوشیار ہو جاؤ۔ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ کنتم خیرامة۔ مومن بالاہے، ہر بالائے سے بھی۔ انتم الاعلوں اتے کنتم مومنینے۔ اونچے ہو جاؤ، دوسروں کے دست نگر کیوں بنتے ہو۔

غیر قوموں کی تقلید | دالئی قلات نے ایک دفعہ پوچھا کہ ہیٹ پہننا کیسا ہے۔؟ دراصل ان لوگوں کو پوچھنے کی بیماری ہوتی ہے، اتنا کون نہیں جانتا کہ ہماری تہذیب کیا ہے۔ اور غیر مسلموں کی کیا۔ علماء کے ساتھ تسنن کے لئے یہ پوچھتے ہیں۔ میں نے کہا ہیٹ پر ایک پیرند لگاؤ۔ اور پتلون۔؟ تو اس پر بھی ایک چیخڑا لگاؤ۔ اس سے تمہیں احساس ہو گا کہ یہ ہماری تہذیب ہے۔ چیخڑا لگانے سے حدت آ جائے گی، تمہاری پتلون ہو جائے گی۔ موجد بنو، مقلد نہ بنو۔ گناہ ہی کرنا ہے تو نیا کرو، ان کا نہ کرو۔

ایک واعظ صاحب تھے، وہ اپنے وعظ میں کرامات اولیاء زیادہ بیان کرتے تھے، ایک دفعہ اسی سلسلہ میں کسی بزرگ کی خود تراشیدہ کرامت بڑھا چڑھا کر بیان کی۔ میں نے پوچھا کہ جناب یہ آپ نے کونسی کتاب میں دیکھی ہے، کہنے لگے بھوٹ بولنے کے لئے کتاب کی کیا ضرورت ہے۔ بھوٹ بولنے کیلئے بھوٹے مواد والی کتابیں، افسانے، ناول بن سکتے ہیں۔ لیکن جب بھوٹ ہی بولنا ہے تو اپنا بولو! پتلون ہی اگر پہنتی ہے تو اپنی ایجاد کرو، فرنگی خبیث کی ایجاد کردہ کیوں پہنتے ہو۔ اس لئے میں نے والی صاحب سے کہا کہ ہیٹ میں کچھ تبدیلی کر لو۔ پاکستانی مغرب زدہ مسلمانوں کو کھیلنا بھی نہیں آتا، کھیل بھی ان کا کھیلتے ہیں، جن کے چمڑے میں لاکھوں مسلمانوں کا خون بھرا ہے، اپنے لئے راستہ خود وضع کرو۔ غیروں کے نقش قدم پر مت چلو، آپ میں خودی ہونی چاہئے۔ گناہ بھی اپنا ایجاد کرو، عہد کر لو، آج سے فرنگی کی تقلید سے توبہ۔ امریکیوں کا گناہ بھی نہیں کریں گے۔ کچھ غیرت باقی ہے یا کہ برف کے تودے بن کر رہ گئے ہو۔ قرآن و حدیث تو پھونکنی ہیں پھونکنی! اگر راکھ کے اندھ کوئی انکاری ہے تو سنگ پڑے گی۔ اگر راکھ کا ڈھیر ہی باقی رہ گیا ہے تو پھر پھونکنے سے کچھ نہیں حاصل ہو گا۔

سیرت و صورت میں امتدال کا نام خوبصورتی ہے، جس طرح بدن کے اعضاء ہیں۔ اسی طرح روح کا ڈھانچہ اور شکل ہے۔ روح بھی خوبصورتی، بد صورتی دونوں کو قبول کرتی ہے، روح کبے

کہتے ہیں۔ قلب الروح من امر ربی۔ یہ ایک امر ربی ہے۔ وما اوتینم من العلم الا قلیلاً! بہر حال علم قلیل کے مطابق بھی عرض کرنے کے لئے وقت درکار ہے، حکماء اور اطباء نے فرمایا ہے کہ انسان کے اعضاء رئیسہ ہیں۔ دل، دماغ اور جگر۔ اسی طرح روح انسانی کے بھی بنیادی تین اعضاء ہیں۔ ۱۔ قوت خواہش (نزدعہ) کسی چیز کی محبت والفت، اسکو شہویہ بھی کہتے ہیں۔ اس طاقت کے ذریعہ طبیعت کا میلان کسی خاص طرف ہوتا ہے۔

۲۔ قوت غضبیہ۔ جو کوئی مضر چیز سامنے آئے اسکی ممانعت کرنے کیلئے دشمن کے مقابلہ کے لئے، غرض یہ ایک انتقامی قوت ہے جو خاص موقعوں پر ابھرتی ہے۔ جیسا کہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو زندہ دلائل لاہور نے بھارتی درندوں کا منہ توڑ جواب دیا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں گورنر لاہور کو لکھتے ہیں کہ لاہور ایک مخصوص شہر ہے جس کے باشندے اور حکمرانوں کو دین کی حفاظت کی توفیق ملتی ہے۔

ملک سے زیادہ دین کی حفاظت ضروری ہے۔ اس جنگ میں آپ نے ملک اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کر کے واقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ ملک سے زیادہ دین کی حفاظت کی ضرورت ہے، دین نہ رہا، ہم نہ رہے تو کس کام کے گلاب، پھول تو موجود ہو لیکن خوشبو نہ ہو، مغل میں رکھا بھی بے رونق ہوتا ہے۔ چنبیلی، عطر اگر خوشبو نہ ہو تو کس کام کے نہیں۔ ہماری تو ہمارا ایمان ہے۔ ایمان اگر نہ رہا تو راکھ اور ہم برابر ہیں۔ پھر ہندو ہم پر غالب آگئے یا ہم ہندو پر غالب آگئے، دونوں برابر ہے۔

۳۔ قوت عقلیہ۔ علم حاصل کرنے کی طاقت، اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت بھی انسان میں رکھی! اگر یہ بنیادی اعضاء درست ہوں، متوازن ہوں۔ معتدل ہوں تو روح خوبصورت ہے، افراط و تفریط سے بدھوتی ہو جاتی ہے۔ قوت شہویہ کو کس لئے پیدا کیا۔؟ اعتدال کیا ہے۔؟ مال، بیوی، بچوں مکان، باقی جسمانی ضروریات اس طاقت کے تحت حاصل ہوتی ہیں۔ یہ طاقت نہ ہوتی تو طلب نہ پیدا ہوتی۔ یہ ہے اعتدال۔ بے اعتدالی یہ ہے کہ یہ طاقت کم ہو، جیسے جسمانیات میں ناک مائی کے دانے کے برابر ہو یا زیادہ ہو جیسے مانتی کی سونڈ۔ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیکار محض ہو کر بیٹھ جانے، کہ کوئی میرے منہ میں لقمہ ڈالے، جب ہی کھاؤں گا، یہ روح کی بے اعتدالی ہے۔ کہ میلانی قوت ناقص، کم اور چھوٹا ہو، ایسا کہ ضرورت کی چیزیں بھی طلب نہیں کر سکتا۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے، اے علماء دین! سونا اور چاندی آسمان سے نہیں اترتے، اس لئے قوم پرست ہو جہنم! اپنی روٹی خود کھاؤ۔

علماء کے افلاس کی حکمت | دذارت کے وقت والی قلات نے مجھ سے پوچھا کہ مولوی کیوں مفلس ہے؟ علماء کیوں محتاج ہیں، میں نے کہا اللہ کے ہاں تو مقبول ہیں۔ بات یہ ہے کہ جو چیز ملت کے لئے انتہائی ضروری ہو، اسکو اللہ تعالیٰ بہت عام فرما دیتے ہیں، جیسا کہ پانی بہت ضروری ہے۔ اس لئے یہ عام اور مفت مل جاتا ہے۔ کہ اس کے بغیر حارہ نہیں۔ اور اگر قیمت بھی وصول کی جائے تو بہت کم نہ ہونے کے برابر۔ چنانچہ پانی کو عام فرمایا۔ دیکھئے سندھ کہاں سے نکلتا ہے، اگر یہ پانی اٹار نہ کرتا، اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتا، اسی طرح لاہور کے پانچ دریا حرکت نہ کرتے تو لاہور ذائے قطرۃ آب کو ترس جاتے۔

سورج کی انتہائی ضرورت تھی، اسکی روشنی کو عام کر دیا، جدید یا قدیم سائنس کے مطابق زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ یا سورج زمین کے گرد گھومتا ہے، دونوں حال میں ایک محسوس حرکت ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق ہر حاجت کی چیز کے لئے حرکت کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا، آپ کے ہاں سیب عام ہے آپ کراچی بھیج دیتے ہیں کہ وہاں کی ضرورت پوری ہو، کہنے لگے یہ بات تو ٹھیک ہے، میں نے کہا تو پھر عالم اور مولوی کی حرکت بھی مبنی ہے حاجت پر۔ دیکھئے آپ کو حاجت تھی کہ تقریر سننے آئے۔ اب تقریر ختم ہوگی تو گھر کو چل دیں گے کہ سونے کی حاجت ہے، لیکن جب جا کر سو گئے تو حرکت ختم ہو جائے گی، کہ حاجت باقی نہیں۔ آپ گھر سے دفتر جاتے ہیں، اس لئے کہ سرکاری ڈیوٹی ادا کرنے کی حاجت ہے، جب دفتر پہنچ گئے، تو بس حرکت بند ہو گئی۔ کہ جائے حاجت اور منزل مقصود تک پہنچ گئے، فلسفہ حرکت و سکون حاجت کے تحت ہے، است کو مولوی کی ضرورت تھی۔ مولوی میں حاجت پیدا کر دی کہ حرکت کرے۔ یعنی مولوی کا احتیاج تمہارے احتیاج کے تحت ہے، یعنی یہ بھی دراصل تمہارا احتیاج ہے۔

علماء خدا کے ہاں عزت والے ہیں۔ | کوسٹہ میں ایک صاحب نے کہا، مولانا! فی زمانہ علماء کی کوئی قدر و قیمت، کوئی عزت، کوئی وقار نہیں، میں نے کہا! کس کے ہاں نہیں! کیا ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کے ہاں نہیں! ان کے ہاں نہیں تو نہ سہی، خدا کے ہاں تو عزت ہے، میں نے یہ آیت پڑھی :-
 يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الدِّينَ دَرَجَاتٍ - اولاد آدم میں عزت، رتبہ، رفعت، مدارج عالیہ تو مومنوں اور اہل علم ہی کے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ هَلْ لِيُتَوَى الَّذِينَ يَعْلمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ - کیا عالم اور جاہل برابر ہیں؟ یعنی اگر جاہل تمام کرے ارضی کا مالک ہے اور عالم کے ہاں راستہ کے لئے آٹا بھی نہیں۔ مگر خدا کے ہاں عزت اس عالم کی ہے، زمین کی چند کھوپریاں

عارضی اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر چند ٹکوں کے چند روزہ مالک علماء کی عزت نہیں کرتے تو کیا ہوا۔
 لیاقت علی خان کا زمانہ تھا، میں نے کہا ملک کے طول و عرض میں وزیر اعظم کی عزت ہے
 کہ نہیں؟ کہنے لگے ضرور ہے، میں نے کہا ہمارے بنگلہ کا خاکروب رام کھتا ہے اس کے ہاں
 تو لیاقت کی کوئی عزت نہیں، تو پھر لیاقت علی کی کوئی عزت نہ ہوئی؟ کہنے لگے، رام کھتے عزت
 کرے یا نہ کرے اس سے لیاقت کی عزت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے کہا یہ حاکم تو رام کھتے
 کے برابر بھی نہیں، اگر یہ مولوی کی عزت نہ کریں۔ تو بیشک نہ کریں، وہاں اوپر تو مولوی کی عزت ہے۔
 عزت کی جگہ تو وہ ہے۔

میں والی ثلاث اور ایک اور صاحب اقتدار تینوں اکٹھے نماز پڑھ کے نکلے تو آگے ایک
 بڑھیا آگئی اور اپنا بچہ میرے سامنے آئی اور کہا مولانا بچے کے سینہ پر ذرا ہاتھ پھیر دیں۔ میں نے کہا
 اللہ تعالیٰ تجواب کے لئے اس عورت کو سامنے لے آیا، اور مجھے دوسری دلیل مل گئی۔ میں نے کہا
 والی صاحب! آپ ان کے بادشاہ ہیں، یہ آپ کی رعیت ہے، اور میں غیر ملک کا آدمی ہوں۔
 آپ ہزاروں کے مالک ہیں، نوٹوں کے مالک ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ بوڑھی بچے کو میرے سامنے
 لائی، آپ کے سامنے نہ لائی۔ حالانکہ میں بھی آپ جیسا ایک انسان ہوں۔ میرے پاس وہ دولت
 بھی نہیں جو آپ کے پاس ہے، کوئی عہدہ نہیں، کوئی اقتدار نہیں۔ پھر کیا بات ہے کہ یہ بڑھیا
 میرا ہاتھ بچے کے سینہ پر پھرواتی ہے۔ اور آپ کا نہیں۔ آخر فرق کیا ہے، اس میں کیا حکمت
 ہے؟ یہی نہیں بلکہ آپ نے یہ بھی کبھی سنا ہے کہ کوئی عورت اپنے بچہ کو اکٹھا کر کسی وائسرائے
 کے پاس لے گئی ہو، پورے ہندوستان کا وائسرائے، کہ بچے کو ذرا دم کر دیں، مقام غور ہے،
 اس گئے گزرے زمانے میں بھی اللہ نے اس بڑھیا کے دل میں حق بات ڈال دی، اور اسے سمجھا
 دیا۔ کہ یہ ہاتھ اور ہاتھوں سے ممتاز ہے۔ یہ علم اللہ نے اس کے سینہ میں ڈالا۔ کہ یہ علم واسے کا ہاتھ
 ہے، اس میں خاص برکت ہے، وہ لا علم کا ہاتھ ہے، اللہ جسکو ادب چاہے اسکو کون ذلیل کر
 سکتا ہے۔

انسانی قومی کو اعتدال میں رکھنا حسن سیرت ہے | خیر! روح کی خوبصورتی اس میں ہے کہ
 انسان کے اندر جو میلان ہے، وہ ایک انداز سے اور اعتدال میں رہے، ایسا کہ ضروری چیزوں
 کی طلب نہ چھوڑے اور حرام کی طلب نہ کرے۔ یورپ کی ناک ہڈ گنہ گری ہو گئی کہ حد سے تجاوز
 کرنے لگی اور بعض نام نہاد متوحیدین بلکہ معطلین نے حلال چیزوں کی طلب بھی چھوڑ دی۔ اپنی خواہش نظر

کو اتنا کم کر دیا، کہ ان کی روح اعتدال پر نہ رہی۔ حالانکہ طلب الحلال، فریضہ بعد، الفریضہ۔ کسبِ حلال، فرائض کی ادائیگی کے بعد ایک اہم فریضہ ہے، جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قوتِ غضبیہ بھی اعتدال سے، حد سے آگے نہ بڑھے۔

انسانیت کا سب سے بڑا قاتل امریکہ ہے۔ | اس شیطان نے پہلے کوریا میں کشت و خون کیا، اب ویتنام میں نابالغ بچے بچیوں اور عورتوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے، امریکی درندے اتنا ظلم ڈھکا رہے ہیں، کہ اگر آج اللہ کی عدالت قائم ہو جائے اور ظالموں کی فہرست تیار کی جائے تو سب سے زیادہ انسانیت کے قاتل یہی نکلیں گے۔ یہ قوتِ غضبیہ کی بے اعتدالی ہے۔ غصہ کی طاقت بے جا صرف ہو رہی ہے، دین و ایمان، جان و مال، ملک و وطن، عزت و ناموس بچانے کی خاطر غصہ کو استعمال کرنا، یہ اعتدال ہے۔ امریکہ ان میں سے کسی ایک کیلئے بھی نہیں روتا۔ وہ تو سراسر ظلم کرتا ہے۔

نئی تہذیب کے ہولناک نتائج | اور دعویٰ یہ ہے کہ ہماری تہذیب سیکھو، ہم بڑے مہذب ہیں۔ ۱۸، ۱۹ء کی تو پرانی جنگیں ہیں، یہ اب ۱۹۴۷ء کی جنگوں کے بعد مغربی جرمنی میں یہ مجلسِ مشاورت اس فیصلہ کے لئے بیٹھی کہ کتنے انسانوں کی جانیں کام آئیں اور کیا خرچ آیا۔ تو فیصلہ یہ ہوا۔ کہ ان جنگوں میں چھ کروڑ انسانوں کا قیمہ کیا گیا، اور پندرہ کروڑ بے گھر ہوئے، اور ان بد معاشوں اور شریروں نے اتنی دولت ان پر برباد کی کہ اگر کل دنیا کے انسانوں چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھے تک کی ۶۶ سو روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی جاتی تو ایک سو سال تک نہ ختم ہوتی۔ یہ انہوں نے چار سال میں ختم کر دی۔ یہ ہیں دنیا کے سب سے بڑے عقلاء، اب بھی یورپ میں ۵۲ ارب روپیہ سالانہ سیگریٹ پر خرچ کیا جاتا ہے، جس سے پاکستان کے دس کروڑ مسلمان سینکڑوں برس تک چین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ سیگریٹ پیٹنا، نوٹوں کے جلاسنے کے مترادف ہے۔ بچہ اگر نوٹ کو جلائے تو باپ اس کو ایک تھپڑ رسید کرتا ہے، کہ بے وقوف، پاگل اتنی تیز نہیں۔ تو بچے کو بھی حق پہنچتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دور سید کر دے، کہ تو خود پاگل ہے، میں تو صرف نوٹ جلاتا ہوں اور تم اس کا سیگریٹ بنا کر پیتے ہو، بھاتی سیگریٹ نوٹوں ہی سے تو ملتے ہیں، ویسے تو نہیں ملتے۔ انگریز نے پہلے چائے اور تمباکو مفت تقسیم کیا، کہ ان کو سب نشہ چڑھے گا تو خود بخود منگوائیں گے اور ان کی دولت میرے ہاتھ آئے گی۔ بے غیرت انگریز خبیث سے دشمنی نہیں کرتے، جس نے جہاں ہاتھ پہنچا اس کو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کی کوشش کی، اور